بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اشتیاق احمد ظلی

استانبول میں قائم مرکز البحوث الاسلامیہ نے قرآن مجید کے شائع شدہ تراجم کی ایک عالمی ببلوگرافی شائع کی ہے جس پر ایک مبسوط تبصرہ اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔ اس عظیم الشان منصوبہ کی تکمیل مطالعات قرآن کے میدان میں ایک اہم پیش رفت کی حیثیت رکھتی ہے اور علوم قرآن کے طلبہ اور محققین کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ یہ عالم اسلام کے اندر پیدا ہونے والی اس علمی بیداری کی ایک علامت ہے جسکے اثرات کچھ دنوں سے محسوس کیے جا رہے ہیں اور جس کے زیر اثر نہ صرف یہ کہ اپنے علمی و تہذیبی ورثہ کی بازیافت کیلئے سنجیدہ کوششیں ہو رہی ہیں بلکہ گرانقدر نئی تحقیقی کاوشیں بھی سامنے آرہی ہیں۔ اسلاف کے علمی شہ پاروں کی جستجو اور تہذیب و تنقیح کے بعد ان کی اشاعت کی جو غیر معمولی سرگرمی خصوصاً عالم عرب میں ان دنوں دیکھنے میں آرہی ہے وہ بھی اسی علمی بیداری کا ایک مظہر ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ علمی قیادت کے کھوئے ہوئے منصب کی بازیافت کے طویل اور صبر آزما سفر کی یہ محض ابتدا ہے اور ضرورت اس بات کی ہے یہ رفتار نہ صرف برقرار رکھی جائے بلکہ اسے تیز تر کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔

اس ببلوگرافی نے قرآن مجید کے معانی کی ترجمانی کی جو عالمی تصویر پیش کی ہے اس میں مقام افتخار اردو زبان کو حاصل ہے۔ قرآن مجید کے جتنے تراجم اس زبان میں شائع ہوئے ہیں اس کی ہمسری کا دعویٰ کوئی اور زبان نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ببلوگرافی کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۰ء تک اردو میں شائع شدہ مکمل اور نامکمل تراجم کی تعداد تین سو تھی۔ تراجم کی یہ کثرت جہاں قرآن مجید سے مترجمین کی محبت و عقیدت کی نشان دہی کرتی ہے وہیں اردو کے قارئین کی اس مقدس کتاب سے غیر معمولی شغف اور تعلق خاطر کی بھی غماز ہے۔ ظاہر ہے اگر تراجم کی مانگ نہ ہوتی تو اتنے بڑے پیمانے پر ان کی نشر و اشاعت ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔

ترجمہ ایک دشوار کام ہے۔ علمی اور نظریاتی کتابوں کے ترجمہ میں یہ دشواری اور بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ ہر زبان کا اپنا ایک مزاج اور آہنگ ہوتا ہے اور اس کے محاوروں اور تمثیلات

کا اپنا ایک مخصوص تہذیبی، ثقافتی اور تاریخی پس منظر ہوتا ہے اور ان کے مفہوم و مدعا کو بعینہ کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا بسا اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ کتنے ہی الفاظ اور تراکیب ایسی ہوتی ہیں جن کا متبادل دوسری زبان میں دستیاب نہیں ہوتا۔ یہ سب عوامل ترجمہ کے کام کو بہت مشکل بنا دیتے ہیں اور جب معاملہ کلام اللہ کے ترجمہ کا ہو تو یہ مشکل بہت بڑھ جاتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ ممکن نہیں ہے چنانچہ اسے ترجمہ کے بجائے تفسیر کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس دشواری کے ساتھ ساتھ مترجمین کے ذہنی معہودات، ذاتی عقائد و نظریات نیز معاشرتی پس منظر کی چھاپ بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے تراجم پر ضرور پڑتی ہے۔
اس کے علاوہ کتنے ہی تراجم محض تجارت اور جلب منفعت کے مطمح نظر سے کئے گئے۔ بقول مولانا اشرف علی تھانویؒ "بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کئے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہونچی"۔ پھر ایسے ترجموں کی بھی ایک قابل لحاظ تعداد موجود ہے جو مسلمانوں کے عقائد کی بنیادوں میں رخنہ اندازی کے مقصد سے کرائے گئے۔ ان اسباب و عوامل کے باعث قرآن مجید کے تراجم میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ اختلاف ایک عام قاری کے لئے بڑے خلجان اور ذہنی الجھن کا سبب بن جاتا ہے۔ برصغیر میں رہنے بسنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے لئے جو اچھے برے تراجم میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی یہ صورت حال یقیناً تشویش کی باعث ہے اور اس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

ان معروضات کا مقصد خدانخواستہ یہ ہرگز نہیں کہ تراجم کی قدر و قیمت کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کی جائے یا مترجمین نے اس سلسلہ میں جو غیر معمولی کاوش کی ہے اس کے اعتراف سے پہلوتہی کی جائے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس سلسلہ میں پیش آنے والے ان گوناگوں مسائل کی طرف توجہ دلائی جائے جن سے صرف نظر کرنا غالباً مناسب نہیں ہے۔ ورنہ جہاں تک تراجم کا تعلق ہے اردو زبان میں اچھے تراجم کی کمی نہیں۔ شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ کے زمانے سے دور حاضر تک بہت سے بلند پایہ اور معیاری ترجمے شائع ہوئے اور مقبول عام و خاص ہوئے۔ مترجمین کی ان مساعی جمیلہ کو ہمیشہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور تشکر و امتنان کے ساتھ یاد رکھا جائے گا۔ قرآن مجید کے

پیغام کو عام کرنے اور اسکے معارف و معانی کو غیر عربی داں مسلمانوں کی دسترس تک لانے کے سلسلہ میں ان تراجم کا بہت بڑا رول ہے اور تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کرے گی۔

اوپر تراجم کے سلسلہ میں جن مسائل کا ذکر کیا گیا ان سے عہدہ برآ ہونے کی ایک صورت تو یہ ہوسکتی ہے کہ دستیاب تراجم کا تنقیدی اور تحلیلی تجزیہ کیا جائے اور ان تراجم کی نشاندہی کی جائے جو باعث مضرت ہوسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کسی قدر کام ہو بھی چکا ہے اور اردو تراجم کے بعض جائزے دستیاب بھی ہیں لیکن وہ اس مقصد کے لئے کافی نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اتنے تراجم کے تنقیدی جائزہ کے لئے ایک طویل المیعاد منصوبہ کی ضرورت ہے اور اس کے نتائج کا نفوذ شائد ہی عوامی سطح تک ہو سکے۔

دوسرا متبادل شائد یہ ہوسکتا ہو کہ قرآن مجید کا ایک متفق علیہ ترجمہ تیار کیا جائے جسے علماء اور ماہرین کی توثیق و تصویب حاصل ہو اور اس مستند ترجمہ کی اتنے بڑے پیمانے پر اشاعت کی جائے کہ عامۃ المسلمین دوسرے تراجم سے بے نیاز ہو جائیں۔ جہاں تک اردو میں دستیاب دوسرے تراجم کا تعلق ہے تو ان کی صرف علمی اور تحقیقی افادیت رہ جائے گی اور علوم قرآن کے متخصصین اور محققین اپنی تحقیق و جستجو میں ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

ظاہر ہے کہ ایسا مستند اور متفق علیہ ترجمہ کسی انفرادی کاوش کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ انفرادی کوششوں کے کچھ فطری حدود ہوتے ہیں جن سے آگے ان سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ ایسے ترجمہ کیلئے ایک ہمہ جہت اجتماعی کوشش کی ضرورت ہوگی۔ اسکے لئے قرآنیات کے متخصصین کی خدمات ہی درکار نہ ہوں گی بلکہ زبان و ادب کے ماہرین کے تعاون کی بھی ضرورت ہوگی۔ ساتھ ہی ساتھ ان علوم و فنون کے ماہرین کی بھی مدد حاصل کرنی ہوگی جنکا ذکر کسی نہ کسی عنوان سے قرآن مجید میں آیا ہے۔ بعض مغربی دانشوروں کا خیال ہے کہ اب تک جو تراجم کئے گئے ہیں وہ بیشتر ان حضرات کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں جن کو ان علوم پر دسترس حاصل نہیں تھی اور موجودہ زمانہ میں یہ کمی قرآن مجید کو سمجھنے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ جس میں دور حاضر کی علمی اور فنی پیش رفت کا بھرپور انعکاس پایا جاتا ہو وقت کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ کیا امت ایسی طویل المیعاد منصوبہ بند اجتماعی کوشش کے لئے تیار ہے؟

ایسے ترجمہ کی ضرورت صرف اردو ہی میں نہیں بلکہ ہر زبان میں ہے خاص کر دنیا کی بڑی زبانوں میں۔ انگریزی زبان میں کچھ اس قسم کی کوشش جامعۃ الملک عبدالعزیز، جدہ میں رابطہ عالم اسلامی کی نگرانی میں انجام پذیر ہو چکی ہے۔ خدا کرے یہ کوشش توقعات پر پوری اترے اور اس سے دوسری زبانوں میں ایسے تراجم کی راہ ہموار ہو۔ آمین